ایصال ثواب کی شرعی حیثیت
مع طریقہ فاتحہ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عبادت کی تین قسمیں ہیں بدنی، مالی، مرکب

عبادت بدنی: جس کا تعلق بدن سے ہو جیسے تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل دعا واستغفار اور نماز وروزہ وغیرہ،

عبادت مالی: جس کا تعلق مال سے ہو جیسے زکوٰۃ، صدقات اور خیرات وغیرہ، مرکب، جس کا تعلق دونوں سے ہو جیسے حج کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ پہنچ کو جسمانیت کے ساتھ حج کے ارکان بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔

مسلمان ان عبادتوں میں سے اخلاص کے ساتھ جب کوئی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنی کسی عبادت کا ثواب کسی متوفیٰ مسلمان کو پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟ معتزلہ کا مذہب ہے کہ نہ تو ثواب پہنچتا ہے اور نہ اس سے مردوں کو کوئی نفع پہنچتا ہے، جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اور اس سے مردوں کو بھی نفع پہنچتا ہے۔

آج کے زمانے میں اگر چہ معتزلہ نہیں ہیں لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے چند افراد پیدا ہوگئے ہیں جنہوں نے معتزلہ کی طرح سے ایصال ثواب کا انکار شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ قرآن وحدیث پر ایمان وعمل رکھنے کے مدعی ہیں، تعجب ہے کہ قرآن وحدیث پر ایمان وعمل رکھنے کے مدعی ہوکر ایصال ثواب اور اس کے مفید ہونے کے منکر کیسے ہوگئے ہیں کیونکہ قرآن وحدیث پر ایمان وعمل کا دعوی اور ایصال ثواب کا انکار یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جو کبھی جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایسے حضرات کو حسب ذیل دلائل میں گہری نظر سے غور کرنا چاہیے۔

بدنی عبادت

میت کے لیے دعاواستغفار کرنا۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا :اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ **ترجمہ**: دعا عبادت ہے۔(ابوداؤد، باب الدعا۔رقم الحدیث:۱۴۸۱)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ **ترجمہ**: دعا عبادت کا مغز ہے،،(سنن الترمذی۔رقم الحدیث:۳۶۹۸)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دعا عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ امِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَااغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَان **ترجمہ**:. وہ جوان کے بعد آئے وہ یوں دعا کرتے ہیں،اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے باایمان گزر چکے ہیں۔(قرآن کریم، پارہ ۲۸،سورہ حشر:۱۰)

غور فرمایئے !اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس مبارک کام کو بطور استحسان وتعریف بیان فرما رہا ہے کہ وہ بعد میں آنے والے مسلمان جہاں اپنے لیے دعائے بخشش کرتے ہیں وہاں اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی دعائے بخشش کرتے ہیں جوان سے پہلے گزر چکے ہیں۔

ثابت ہو گیا کہ دعا عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر مسلمان کا اپنے متوفی بھائیوں کے لیے دعائے بخشش کرنا فضول اور لغو قرار پائے گا۔پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ قرآن معاذ اللہ فضول اور بے کار کاموں کا بطور تعریف واستحسان بیان کرتا ہے۔
ثابت ہوا کہ زندہ مسلمان کا مردہ مسلمانوں کے لیے دعائے بخشش کرنا مردوں کے عفوو بخشش اور رفع درجات کا ذریعہ ہے۔

(۴) چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:وَقَدْ نَقَلَ

غَیرُ وَاحِدٍ الاِجمَاعَ عَلٰی اَنَّ الدُّعَآءَ یَنفَعُ المَیِّتَ وَدَلِیلُهٗ مِنَ القُراٰنِ قَولُهٗ تَعَالٰی وَالَّذِینَ جَآؤُا مِن بَعدِهِم یَقُولُونَ رَبَّنَا اغفِرلَنَا وَلِاِخوَانِنَا الَّذِینَ (الآیة) (شرح الصدور، ص: ۱۲۷)

اور اس امر پر بہت سے علما نے اجماع نقل کیا ہے کہ بیشک دعا میت کو نفع دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے، وَالَّذِینَ جَآؤُا مِن بَعدِهِم یَقُولُونَ رَبَّنَا اغفِرلَنَا، الخ: (قرآن کریم، پارہ ۲۸، سورہ حشر: ۱۰)

(۵) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر بھی بطور تعریف بیان فرمایا: رَبَّنَا اغفِرلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلمُؤمِنِینَ یَومَ یَقُومُ الحِسَابُ، اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔ (قرآن کریم، پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم: ۴۱)

دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فوت شدہ والدین اور مسلمانوں کے لیے دعائے بخشش فرمارہے ہیں۔ دعا عبادت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کی عبادت سے ان کے والدین اور مسلمانوں کو نفع ضرور ہوگا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کرنا فضول ٹھہرے گا، کیا یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ حضرت ابراہیم جیسا جلیل القدر پیغمبر فضول کام کا مرتکب ہوا اور قرآن کریم نے فضول کام کا ذکر فرمایا؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھانے والے ہیں اور اس کے اردگرد ہیں وہ ہماری تسبیح وتحمید کے ساتھ ساتھ وَیَستَغفِرُونَ لِلَّذِینَ اٰمَنُوا، مومنوں کے لیے دعائے بخشش بھی کرتے ہیں۔ (قرآن کریم، پارہ ۲۴، سورہ مومن: ۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ کی تسبیح وتحمید کے ساتھ مومنوں کے لیے دعائے بخشش بھی کرتے ہیں۔ دیکھیے دعائے بخشش مانگنے والے فرشتے ہیں اور اس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچے گا، اگر ان کی دعا کا کوئی فائدہ مسلمانوں کے حق میں مرتب نہ ہو تو ان کا مسلمانوں کے لیے دعا کرنا بے کار ہوگا۔ فرشتے معصوم اور مامور من اللہ ہوتے ہیں، ان کا کوئی کام بیکار اور خلاف امر نہیں ہوتا، لہٰذا ثابت ہوا کہ فرشتوں کی

عبادت یعنی دعائے بخشش کا فائدہ مسلمانوں کو ضرور پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ ایک کی عبادت کا دوسرے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ دوسرے کو فائدہ پہنچانا مقصود ہو۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَاالْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ؟ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالَ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ .

ترجمہ: مردوں کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۰۶)

اس حدیث سے مردہ کا دعائے بخشش کا منتظر ہونا اور زندوں کے ہدیے اور تحفے یعنی دعائے بخشش کا اس کے لیے بہت ہی زیادہ مفید ہونا بخوبی ثابت ہے۔

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ **مَامِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ .** **ترجمہ:** جس مسلمان کی نماز جنازہ پر ایسے چالیس مسلمان کھڑے ہو جائیں جنہوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے یعنی بخش دیتا ہے۔

(مسلم۔ باب من صلی علیہ اربعون: رقم الحدیث:۲۲۴۲)

دیکھیے چالیس زندہ مسلمانوں کا شفاعت کرنا یعنی دعائے بخشش کرنا مردہ کے حق میں بخشش کا ذریعہ ہوا۔

(۹) حضرت مالک بن بہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَامِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَوْجَبَ. جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (سنن ابوداؤد۔ باب فی الصفوف علی الجنازۃ: رقم الحدیث: ۳۱۶۸)

اسی لیے جنازہ پر تین صفیں کی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ صفیں بنانا اور نماز پڑھنا میت کا کام نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کا کام ہے جو میت کے لیے مغفرت کا سبب ہے۔

(۱۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یَتْبَعُ الرَّجُلَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اَنّٰی هٰذَا؟ فَیُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ. **ترجمہ**: قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے (اعمال سے) ملی ہوئی ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ نیکیاں کہاں سے ہیں ؟ فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لیے اس نے کیا ہے۔ (الادب المفرد للبخاری، ص:۹۔ شرح الصدور، ص:۱۲۷)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا: فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ ؟ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ . تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیونکہ بلند ہوا؟ ارشاد ہوتا ہے کہ تیرا بیٹا جو تیرے لیے دعائے بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے تجھے یہ درجہ ملا ہے۔ (مسند احمد۔ مسند ابوہریرہ۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۹۰)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کے لیے دعائے بخشش کی جائے تو اس کے درجے بلند ہو جاتے ہیں اور گنہگار کے لیے دعا کی جائے تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَاذُنُوْبَ عَلَیْهَا تَمَحَّصُ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ **ترجمہ**: میری امت، امت

مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک وصاف کردے گا۔ (شرح الصدور، ص:۱۲۸)

(۱۳) مذہب حنفی کے عقائد کی مسلمہ کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے کہ: لِلْاَمْوَاتِ اَوْ صَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ . زندوں کا مردوں کے لیے دعاء کرنا یا صدقہ خیرات کرنا مردوں کے لیے نفع کا سبب ہے معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

(۱۴) امام اجل حضرت علامہ علی قاری مکی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اِتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَمْوَاتَ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْيِ الْاَحْيَاءِ: اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔ (شرح فقہ اکبر)

میت کے لیے نماز، روزہ اور حج کرنا

(۱۵) ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے والدین کے ساتھ جب وہ زندہ تھے نیک سلوک کیا کرتا تھا۔ اب ان کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کیسے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا۔

اِنَّ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ . اب تیرا ان کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی (نفلی) نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے (نفلی) روزے رکھ۔

(صحیح مسلم۔ باب فی ان الاسناد من الدین۔ رقم الحدیث:۳۴۔ شرح الصدور، ص:۱۲۹)

(۱۶) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ . حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔ (صحیح مسلم۔ باب قضاء الصیام من المیت۔ رقم الحدیث:۲۷۴۸)

(۱۷) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

میری ماں مرگئی ہے۔اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا صَوْمُ شَھْرٍ اَنَا صُوْمُ عَنْھَا ؟ قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا ؟قَالَ حُجِّیْ عَنْھَا ایک ماہ کے روزے اس کے ذمے تھے کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے روزے رکھ اس نے کہا میری ماں نے کبھی حج بھی نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کر۔

(سنن الترمذی۔باب ماجاء فی المتصدق یرث صدقتہ۔رقم الحدیث:۶۶۹)

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے فوت شدہ کی طرف سے نماز، روزہ، حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نماز، روزہ، حج کرنے والے زندوں کی عبادت سے مردوں کو نفع پہنچے گا جن کے لیے وہ کی گئی۔ اگر زندوں کی عبادت سے مردوں کو نفع نہ پہنچتا ہوتا تو حضور ﷺ کبھی اجازت نہ دیتے بلکہ فرمادیتے کہ تمہاری عبادت سے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچے گا لہٰذا ان کی طرف سے عبادت کرنا فضول ہے۔

(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا ؟قَالَ حُجِّیْ عَنْھَا .

ترجمہ: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ بغیر حج کیے مرگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا تو اس کی طرف سے حج کر۔

(صحیح بخاری۔باب الحج والنذر عن المیت۔رقم الحدیث:۱۸۵۲)

دیکھیے ایک زندہ عورت پر واجب وضروری تھا کہ وہ حج کرے لیکن جب وہ حج ترک کرکے مرگئی تو حج اس کے ذمہ تھا جس کی طرف سے وہ ماخوذ اور مستحق سزا تھی مگر جب اس کے زندہ وارث کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے وہ حج ادا ہو گیا تو وہ مواخذہ اور سزا سے بچ گئی پس معلوم ہوا کہ زندہ کے عمل سے مردہ کو نفع پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو نفع پہنچانے کی نیت سے کیا جائے۔

(۱۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے

فرمایا: مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَیْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَکَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا اَجْرَ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْقَصَ مِنْ اَجُوْرِ هِمَا شَیْءٌ قَالَ ﷺ مَا وَصَلَ ذُوْرَحِمٍ رَحْمَهٗ بِاَفْضَلَ مِنْ حَجَّةٍ یُّدْخِلُهَا عَلَیْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِیْ قَبْرِهٖ . **ترجمه**: جو شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کو حج کامل کا ثواب ملتا ہے اور اس کے والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔

(شعب الایمان للبیھقی: رقم الحدیث: ۷۶۷۳)

(۲۰) حضرت زید ابن ارقم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَیْهِ وَلَمْ یَحُجَّا جَزیٰ عَنْهُمَا وَبُشِّرَتْ اَرْوَاحُهُمَا فِی السَّمَاءِ وَکُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ . جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج ان کی طرف سے کافی ہوگا اور ان کی ارواح کو اسمانوں میں بشارت دی جائے گی اور یہ شخص (حج کرنے والا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔

(شرح الصدور، ص: ۱۲۹)

(۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا : مَنْ حَجَّ عَنْ مَیِّتٍ فَلِلَّذِیْ حَجَّ عَنْهُ مِثْلَ اَجْرِهٖ . جو شخص میت کی طرف سے حج کرے تو میت اور حج کرنے والے دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: قطعۃ من المفقود۔ رقم الحدیث: ۱۰۵۰۰۔ شرح الصدور، ص: ۱۲۹)

(۲۲) مذہب حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ شریف میں ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ صَلٰوةً اَوْ صَوْمًا اَوْغَیْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ . **ترجمه**: بیشک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کا پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزہ کا ہو یا صدقہ و خیرات وغیرہ کا ہو۔ یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

(۲۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "بعد از فراغ

دوگانہ ثواب امیر سید علی ہمدانی بخواند''بعد از فراغت دوگانہ پڑھے اور اس کا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیا اللہ، ص:۱۱۶)

معلوم ہوا کہ زندوں کے بخشے ہوئے ثواب مردوں کو پہنچتے ہیں۔

میت کے لیے قرآن وفاتحہ خوانی کرنا

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرُ فَقَرَاءَ سُوْرَةَ يٰس خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيْهَا حَسَنَاتٍ وَقَالَ الْقُرْطِبِيُّ فِيْ حَدِيْثِ اِقْرَأُوْ عَلٰى مَوْتَاكُمْ يٰس هٰذِهِ الْقِرَاءَ ةُ عِنْدَ الْمَيِّتِ فِيْ حَالِ مَوْتِهٖ وَيَحْتَمِلُ اَنْ تَكُوْنَ عِنْدَ قَبْرِهٖ. **ترجمہ**: جو قبرستان میں داخل ہوا اور سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمام قبر والوں سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ اور اس پڑھنے والے کو بقدر ان کی گنتی کے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ علامہ قرطبی نے اس حدیث کے بارے میں (کہ تم اپنے مردوں پر یٰسین پڑھا کرو) فرمایا کہ یہ حدیث اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ قرأت میت کے نزدیک اس حال میں ہو جب کہ وہ مر رہا ہو اور اسکی بھی محتمل ہے کہ اس کی قبر کے نزدیک ہو۔ (شرح الصدور، ص:۱۳۰)

(۲۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ . جو شخص قبروں پر گزرا اور اس نے سورہ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔ (کنز العمال: الجزء:۱۵۔ رقم الحدیث:۴۲۵۹۶)

(۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَاقَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى. جو شخص

قبرستان جائے پھر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھاکم التکاثر ، پڑھ کر کہے کہ اے اللہ! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اس کا ثواب میں نے ان قبروں والے مومنین اور مومنات کو بخشا تو وہ تمام مردے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے سفارش کرتے ہیں۔ (شرح الصدو، ص:۱۳۰)

(۲۷) امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَامَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اِخْتَلَفُوْ اِلٰی قَبْرِہٖ یَقْرَؤُنَ لَهُ الْقُرْاٰنَ ۔ انصار کا طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی مرجاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لیے قرآن پڑھتے۔

(شرح الصدور، ص:۱۳۰)

(۲۸) علامہ بدالدین عینی شارح صحیح بخاری، شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں : اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ مَازَالُوْافِیْ کُلِّ عَصْرٍ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَھْدُوْنَ ثَوَابَهٗ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۔ مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب (مردوں کو) بخشتے رہے ہیں اور اس کا انکار منکر بھی نہیں کرتا اور اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے۔

(۲۹) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُ وْا بِفَاتِحَهِ الْکِتَابِ وَالْمَعَوَّذَ تَیْنِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَجْعَلُوْا ذٰلِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ ۔ **ترجمہ**: جب تم مقابر یعنی قبرستان جاؤ تو سورہ فاتحہ اور معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل مقابر کو پہنچاؤ کیونکہ وہ ان کو پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور، ص:۱۳۰)

(۳۰) زعفرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اِنِّی سَاَلْتُ الشَّافِعِیَّ رَحِمَهُ اللّٰہُ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ لَابَاسَ بِهٖ ۔ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شرح الصدور، ص:۱۳۰)

(۳۱) امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یُسْتَحَبُّ لِزَائِرِ الْقُبُوْرِ اَنْ

یَقْرَأَمَا تَیَسَّرَمِنَ الْقُرْاٰنِ وَیَدْعُولَھُمْ عَقبَھَا نَصَّ عَلَیْہِ الشَّافِعِیُّ وَاتَّفَقَ عَلَیْہِ الْاَصْحَابُ وَزَادَفِی مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَاِنْ خَتَمُو الْقُرْاٰنَ عَلَی الْقَبْرِ کَانَ اَفْضَل . **ترجمہ:** زائرِقبور کے لیے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہوسکے قرآن پڑھے اوراہل قبور کے لیے دعا کرے امام شافعی نے اس پر نص پیش کی ہے۔اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں۔اوراگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔(شرح الصدور،ص:۱۳۰)

(۳۲) امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ کَانَ الشَّیْخُ عِزُّ الدِّیْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ یُفْتِی بِاَنَّہٗ لَا یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ ثَوَابُ مَایُقْرَءُ لَہٗ فَلَمَّا تُوُفِّی رَاٰہُ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ لَہٗ اِنَّکَ کُنْتَ تَقُوْلُ اِنَّہٗ لَایَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ ثَوَابُ مَایُقْرَءُ وَیَھْدَی اِلَیْہِ فَکَیْفَ الْاَمْرُ قَالَ لَہٗ کُنْتُ اَقُوْلُ ذَالِکَ فِی دَارِ الدُّنْیَا وَالْاٰنَ فَقَدْ رَجَعْتُ عَنْہُ لَمَّا رَأَیْتُ مِنْ کَرَمِ اللّٰہِ فِیْ ذٰلِکَ وَاِنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْہِ ثَوَابُ ذٰلِکَ. **ترجمہ:** شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا، جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ میت کو قرات قرآن کا ثواب وہدیہ نہیں پہنچتا یہ بات کیسی ہے؟ فرمایا دنیا میں تو ایسا ہی کہا کرتا تھا لیکن اب میں اس سے رجوع کرچکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ثواب پہنچتا ہے۔(شرح الصدور،ص:۱۳۲)

(۳۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وَاَمَّا الْقِرَاءَۃُ عَلَی الْقَبْرِ فَجَزَمَ بِمَشْرُوْعِیَّتِھَا اَصْحَابُنَا وَغَیْرُھُمْ . اوررہا قبروں پر قرآن شریف پڑھنا تو اس کی مشوعیت پر (جائز ہونے پر) ہمارے اصحاب اوران کے سوا اور علمانے جزم کیا ہے۔(شرح الصدور،ص:۱۳۰)

(۳۴) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات قبرستان میں گیا میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک

رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انہوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے، میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ قَامَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَرَأَ فِيْهِمَا فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ يَااَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي قَدْ وَهَبْتُ ثَوَابَهَا لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا الضِّيَاءَ وَالنُّوْرَ وَالْفُسْحَةَ وَالسُّرُوْرَ فِي الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. قَالَ مَالِكٌ فَلَمْ اَزَلْ اَقْرَأُ هُمَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ مَنَامِيْ يَقُوْلُ لِيْ يَامٰلِكُ ابْنِ دِيْنَار قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِيْ اَهْدَيْتَهُ اِلٰى اُمَّتِيْ وَلَكَ ثَوَابُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لِيْ وَبَنَى اللّٰهُ لَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فِيْ قَصْرٍ يُقَالُ لَهُ الْمُنِيْفُ قُلْتُ وَمَاالْمُنِيْفُ ؟ قَالَ الْمَطَلُّ عَلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ .

ترجمہ: اس نے کہا ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے مومنین کو بخشا پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرمادی ہے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا ہوں۔ ایک رات میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا، فرمایا اے مالک بن دینار بے شک اللہ نے تجھ کو بخش دیا جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اور اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے، میں نے عرض کیا منیف کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔ (شرح الصدور، ص:۱۲۸)

(۳۵) حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا، خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ قَالُوْا لَا وَلٰکِنْ رَجُلٌ مِنْ اِخْوَانِنَا قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُسَنَةٍ . **ترجمہ**: انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور، ص: ۱۳۰)

(۳۶) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

پس ازاں سی صد و شصت مرتبہ سورہ الم نشرح خوانند پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند همیں طور هر روز بخوانده باشندانشاء الله تعالیٰ درایام معدود مقصد بحصول انجامد ۔ **ترجمہ**: اس کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ سورہ الم نشرح پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے۔ اسی طرح سے ہر روز کرے ان شاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص: ۱۰۰)

(۳۸) یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: وَيَقْرَأُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِوَالِدَيْهِ ثُمَّ لِشَيْخِهٖ وَلِاُسْتَاذِهٖ ثُمَّ لِاَصْحَابِهٖ وَلِاَخْوَانِهٖ وَيَرُوْحُ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ . اور کچھ قرآن پڑھے اور والدین و پیرو استاد اور اپنے دوستوں اور بھائیوں اور سب مومنین اور مومنات کی ارواح (طیبہ) کو ثواب بخشے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص: ۱۱۶)

(۳۹) حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:
جمہور فقہاء حکم کردہ اند کہ ثواب قرآت قرآن واعتکاف بمیت میرسد وبہ قال ابو حنیفہ ومالک و احمد و حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ کہ از قدیم در شہر مسلمانان جمع می شوند و برائے اموات قرآن مجید می خوانند پس اجماع شد۔ **ترجمہ**: تمام فقہائے کرام نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبد الواحد نے فرمایا ہے کہ مسلمان قدیم سے شہر میں جمع ہو کر مردوں کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں پس اس پر جماع ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور)

(۳۹) شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: زیارت و تبرك بقبور صالحین و امداد ایشاں با یصال ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء۔ ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب، تلاوت قرآن دعاے خیر، تقسیم طعام وشیرینی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور اس پر علماے امت کا اجماع ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

میت کے لیے تسبیح وکلمہ پڑھنا

(۴۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان پر نماز جنازہ پڑھی، پھر ان کو قبر میں اتار کر ان پر مٹی ڈال دی گئی۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے تکبیر و تسبیح پڑھنا شروع کر دیا۔ دیر تک پڑھتے رہے: **فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ ؟ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ**

عَنْهُ . **ترجمہ:** کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے تسبیح وتکبیر کیوں پڑھی ؟فرمایا اس نیک بندہ پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی ہماری تسبیح وتکبیر کے سبب سے اللہ نے اس کو فراخ کر دیا ہے۔ (مسند امام احمد۔رقم الحدیث:۱۵۲۵۴)

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھنا اور ان کی تسبیح وتکبیر سے صاحب قبر کو فائدہ پہنچنا اظہر من الشّمس ہے۔اگر غور کیا جائے تو اس سے بعد از دفن قبر پر اذان دینے کا مسئلہ بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب کرنے کے وقت چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔

ثُمَّ اَخَذَ جَرِ یْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا. پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور درمیان سے چیر کر اس کے دو حصے کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیئے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (صحیح بخاری، باب حدثنا محمد بن المثنی ۔رقم الحدیث:۲۱۸)

اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ حضور ﷺ سے عالم برزخ کا حال بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ دوم یہ کہ وہ قبر والے اپنی زندگی میں جن گناہ کا ارتکاب کر کے گرفتار عذاب ہوئے تھے آپ کو اس کا بھی علم تھا سوم یہ کہ آپ نے تر شاخیں قبر پر رکھ کر ان کو تخفیف عذاب کا سبب قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ تخفیف عذاب کا سبب صرف وہ شاخیں تھیں یا کچھ اور صرف شاخوں کو قرار دیا جائے تو سوکھنے کے بعد بھی شاخوں کا قبر پر ہونا باعث تخفیف عذاب ہونا چاہیے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث صرف وہ

شاخیں ہی نہیں بلکہ ان کی وہ تسبیح ہے جو وہ پڑھتی ہیں کیونکہ ''وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ '' ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اور چونکہ شاخوں کا سوکھ جانا ان کی موت ہے اور موت سے تسبیح موقوف ہوگئی لہٰذا ثابت ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث شاخوں کی تسبیح تھی۔ جب شاخوں کی تسبیح باعث تخفیف عذاب قبر ہے تو بندوں کی تسبیح بھی یقیناً باعث تخفیف عذاب قبر ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث سے ثابت ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے کیونکہ کھجور کی تر شاخوں کی طرح تر وتازہ پھول وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں۔

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے شاخیں اس لیے رکھیں کہ ان سے عذاب میں تخفیف ہوجائے۔ تم لوگ اولیاء اللہ کی قبروں میں پھول ڈالتے ہوتو معلوم ہوا کہ تم بھی ان کو گرفتار عذاب سمجھتے ہو، اس لیے پھول ڈالتے ہو کہ ان کے عذاب میں کمی ہوجائے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ تسبیح صرف ان لوگوں کو ہی مفید نہیں جو گرفتار عذاب ہوں بلکہ ان کو بھی مفید ہے جو غریق رحمت ہیں، اگر تسبیح گرفتار عذاب کے لیے تخفیفِ عذاب کا سبب ہے تو غریق رحمت کے لیے خوشی و مسرت اور رفع درجات کا باعث ہے۔ چنانچہ بہت سے صحابہ کرام اور بزرگاردین نے بوقت وفات وصیتیں کی ہیں کہ ہماری قبروں پر کھجور کی تر شاخیں رکھا کرنا، نا معلوم منکرین ان پاک لوگوں کے متعلق کیا گمان کریں گے؟ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''قبر پر پھول اور خوشبو والی چیز رکھنا صاحب قبر کی روح کی مسرت کا باعث ہے اور یہ شرعاً ثابت ہے۔ (فتویٰ عزیزیہ، جلد اول، مخلصاً)

(۴۲) امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بیاران و دوستان فرمایند که هفتاد هزار بار کلمه طیبه لااله الاالله بر وحانیت مرحومی خواجه محمد صادق بر وحانیت مرحومه همشیره ام کلثوم بخوانند و ثواب هفتاد هزار بار دیگر رابرو حانیت دیگرے از دوستان

دعا وفاتحه مسئول است ۔

یاروں اور دوستوں کو کہہ دیں کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ **لاالــہ الاالله** مرحوم خواجہ محمد صادق کی روحانیت کے لیے اور ستر ہزار بار ان کی ہمشیرہ مرحومہ ام کلثوم کی روحانیت کے لیے پڑھیں اور ستر ہزار کلمہ کا ثواب دوسرے کی روح کی بخشیں، دوستو سے فاتحہ اور دعا کے لیے التماس ہے۔ (مکتوبات شریف)

(۴۳) مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہوگیا۔آپ نے سبب پوچھا تو بردئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوذخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔اپنے دل میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی، مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے، آپ نے پھر سبب پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔ (تحذیرالناس)

مالی عبادات

میت کے لیے صدقہ وخیرات کرنا

(۴۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری ماں مرگئی ہے اور اس نے بوقت وفات کچھ وصیت نہیں کی۔

فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ؟ قَالَ نَعَمْ . اگر میں صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ (صحیح بخاری۔ باب موت الفجاۃ رقم الحدیث:۲۳۰۲)

(۴۵) حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں

نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَنْفَعُھَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْھَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ حَائِطٌ کَذَا وَکَذَا صَدَقَۃٌ عَنْھَا ۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو پھر میرا فلاں باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(صحیح ابن حبان باب صدقۃ التطوع ۔ رقم الحدیث:۳۴۲۳)

(۴۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میری ماں مرگئی ہے۔ اَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مِخْرَافًا وَاُشْھِدُکَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا ۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا، اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ترمذی)

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مرنے والے کے عزیزوں میں سے اگر کوئی صدقہ خیرات اس نیت سے کرے کہ اس سے مردہ کو نفع پہنچے تو مردے کو یقیناً نفع پہنچتا ہے۔

(۴۷) حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ میری ماں مرگئی ہے۔ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۔ **ترجمہ:** کون سا صدقہ افضل ہے (جو ماں کے لیے کروں) فرمایا پانی ،تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا، اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

(سنن ابوداؤد ۔ باب فی فضل سقی الماء ۔ رقم الحدیث:۱۶۸۳)

اس حدیث میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی فرما رہے ہیں ’’ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ‘‘ کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے، یعنی ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے۔ اس سے صراحۃً ثابت ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے اگر اس صدقہ اور خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ

یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ہے، یا یہ کھانا یا یہ نیاز صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار، یا غوث اعظم یا خواجہ غریب نواز کے لیے ہے۔ تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا و نیاز وغیرہ حرام نہ ہوگا، ورنہ پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا حالانکہ اس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور بعد میں تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا ہے۔

کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا؟ معاذ اللہ کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا، جس کنویں کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ اس کنوئیں کا پانی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحابۂ کرام کے نزدیک حلال وطیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے تعلق یہ کہا جائے کہ یہ امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے یا یہ نیاز وغیرہ فلاں کے لیے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال طیب ہے۔

(۴۸) حضرت صالح بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام ابلہ ہے اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے ؟ ’’وَیَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ‘‘ اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔

(سنن ابوداؤد۔ باب فی ذکر البصرۃ۔ رقم الحدیث: ۴۳۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے شہدائے کو اٹھائے گا جو شہدائے بدر کے ساتھ ہوں گے۔

اس حدیث میں غور فرمایے کہ حضور اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی فرمارہے ہیں کہ میرے لیے نماز پڑھنا اور یوں کہنا ’’هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ‘‘ کہ یہ نماز ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عبادت بدنی کا ثواب

دوسرے شخص کو پہنچایا جا سکتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ نماز ایک خاص عبادت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اس کے متعلق بھی فرمایا کہ یوں کہنا کہ یہ ابو ہریرہ کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ جس عبادت کا ثواب جس کو پہنچانا ہو اس کا نام لے، یعنی یوں کہے کہ یہ فلاں کے لیے ہے تو جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مقامات جو فضیلت و شرف رکھتے ہیں وہاں عبادت و نیکی کرنا بہت فضیلت اور اجر و ثواب کا کام ہے۔

(۴۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَيَجْعَلُهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنَ لَهُمَا اَجْرُهُمَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا ۔ جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو چاہیے کہ اپنے والدین کو ثواب پہنچائے پس اس صدقہ کا ثواب ان دونوں کے لیے بھی پورا ہوگا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(طبرانی اوسط، شرح الصدور، ص:۱۲۹)

(۵۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے مرجانے کے بعد اس کے گھر والے اس کے لیے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو جبرئیل امین اس صدقے و خیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جا کر کہتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْکَ اَهْلُکَ فَاقْبَلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزُنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَمْ يُهْدِ اِلَيْهِمْ شَيْءٌ. اے گہری قبر والے یہ ہدیہ و تحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے تو اس کو قبول کر، تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اس کے ہمسائے جن کی طرف ان کے گھر والوں کی طرف سے ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین اور افسردہ ہوتے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ الجزء۱۴، رقم الحدیث۔۶۶۹۲)

(۵۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے میں نے

پوچھا کہ ہم اپنے مردوں کے لیے دعائیں اوران کی طرف سے صدقات وخیرات اور حج وغیرہ کرتے ہیں کیا یہ چیزیں مردوں کو پہنچتی ہیں؟ فَقَالَ اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَّةِ ۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ (مسند امام احمد)

(۵۲) علامہ علاؤالدین علی بن محمد البغدادی صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ: اِنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُهٗ ثَوَابُهَا وَهُوَا اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ. بلا شک وشبہ میت کی طرف سے صدقہ دینا میت کے لیے مفید ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر علما کا اجماع ہے۔ (تفسیر خازن)

(۵۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وشیر برج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند و بخورنند مضائقہ نیست جائز است واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا راھم خوردن جائز است۔ دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

(زبدۃ النصائح ،ص:۱۳۲)

(۵۴) شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وطعامیکہ آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں قل و فاتحہ ودرود خواندن متبرک می شود وخوردن او بسیار خوبست۔ وہ کھانا جو حضرت حسین کی نیاز کے لیے پکایا جائے اور اس پر قل و فاتحہ درود پڑھا جائے وہ متبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

(۵۵) مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان والے لکھتے ہیں:

پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گزشتگان بر ساند و طریق رسا نیدن آں دعاء خیر بجناب الہست پس ایں و درخوبی ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و در خوبی ایں قدرامراز امور مرسومہ فاتحہاو اعراس و نذر ونیاز اموات شک و شبہہ نیست ۔ **ترجمہ**: پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اوراس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اوراس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے تو یہ بہت ہی بہتر اورخوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے ،عرس کرنے اور مردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہہ نہیں ہے۔ (صراط مستقیم،ص:۵۵)

(۵۶) دوسری جگہ ہے نہ پندار ند کہ نفع رسا نیدن یا موات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل است ۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کوطعام اورفاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا خوب نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہتر اورافضل ہے۔ (صراط مستقیم،ص:۶۴)

(۵۷) مولوی اشرف علی تھانوی کا ایصال ثواب کے متعلق فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال : ایصال ثواب کی نسبت بعض وقت خدشہ گزرتا ہے کہ اگر نیک عمل کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشا جائے تو بخشنے والے کے لیے کیا نفع ہوا ، البتہ مردوں کو اس سے نفع پہنچتا ہے۔ حضرت اس خدشہ کو رفع فرمادیں تو فدوی کو اطمینان ہوگا۔

جواب:۔فِیْ شَرحِ الصُّدُوْرِ بتَخْرِیجِ الطِّبْرَانِیْ عَنْ اَبِیْ عُمرٍ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُکُمْ صَدَقَۃً تَطَوُّعًا فَیَجعلُھَا عَنْ اَبَوَیْہِ فَیَکُوْنُ لَھُمَا اَجْرُھَا وَلَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ. یہ حدیث نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الحدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ،ص:۳۹۹)

میت کے لیے قربانی و بردہ آزاد کرنا

(۵۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا: **اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ** ﷺ۔ اے اللہ! اس کو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسند امام احمد۔ حدیث سیدہ عائشہ۔ رقم الحدیث: ۲۵۲۲۶)

(۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا: **ھٰذَا عَنِّی وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِی**۔ یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

(سنن الترمذی، باب الذبح بالمصلی۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۴)

(۶۰) حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ** ﷺ **اَوْصَانِی اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیَ عَنْهُ**۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی ان کی طرف سے کیا کروں لہٰذا ایک اپنی اور ایک ان کی طرف سے کرتا ہوں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے، دیکھیے حضور ﷺ نے خود اپنی آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس پر عمل پیرا ہونا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ زندہ کا عمل جو وفات پانے والے کے لیے کیا جائے وہ مفید ہے۔

(۶۱) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ** ﷺ **فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُعْتِقُ عَنْ اَبِیْ وَقَدْ مَاتَ قَالَ نَعَمْ**۔ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ فوت ہو چکا ہے کیا

میں اس کی طرف سے بردہ آزاد کروں؟ فرمایا ہاں کرو۔ (شرح الصدور، ص: ۱۲۹)

(۶۲) حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَا یُعْتِقَانِ عَنْ عَلِیٍّ بَعْدَ مَوْتِہٖ ۔ بے شک حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کی وفات کے بعد ان کی طرف سے بردے آزاد کیا کرتے تھے۔

(شرح الصدور، ص: ۱۲۹)

صدقۂ جاریہ

(۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر سات چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ **اول** : اگر اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا۔ **دوم** : قرآن شریف چھوڑ گیا ہو۔ **چہارم** : اس نے مسجد بنوائی ہو۔ **پنجم** : اس نے مسافروں کے آرام کے لیے مسافر خانہ بنوایا ہو۔ **ششم** : اس نے کنواں یا نہر وغیرہ کھدوائی ہو۔ **ہفتم** : یا اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو تو یہ چیزیں جب تک موجود رہیں گی اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ (شرح الصدور)

ان دلائل حقہ سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ زندوں کی بدنی، مالی اور مرکب عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ بشرطیکہ ثواب پہنچانے کی نیت ہو، یہ ایصال ثواب گنہگاروں کے لیے عفو و بخشش اور نیکوکاروں کے لیے رفع درجات اور خوشی و مسرت کا ذریعہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ثواب پہنچانے والے کو بھی پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

تیجہ، ساتہ، گیارہویں، چہلم، عرس یا برسی کرنا

جب آپ نے مسئلہ ایصال ثواب کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے تو یہ بھی جان لیجیے کہ گیارہویں، کونڈے، سبیل، تیجہ، چہلم اور برسی قرآن و حدیث سے ثابت ہے

جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اب ان کے جائز ہونے میں کیا شبہہ رہا۔

میت پر تین دن خاص کر سوگ کیا جاتا ہے، بزرگوں نے فرمایا گھر کے افراد مل کر کچھ صدقہ کر دیں، کچھ پڑھیں، اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچا کر اٹھیں اس کا نام سوئم یا تیجہ مشہور ہو گیا۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں: ''روز سوئم کثرت ھجوم مردم آن قدر بود بیرون از حساب ست ھشتادویک کلام اللہ بشمار آمدہ وزیادہ ھم شدہ باشد و کلمہ راحصر نیست''۔ تیسرے دن لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ شمار سے باہر ہے، اکیاسی کلام اللہ ختم ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوئے ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا۔ (ملفوظات عزیزی، ص:۵۵)

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعًا فَکَانُوْ یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامِ ۔ بیشک مردے سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابۂ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے ہیں۔ (شرح الصدور، ابونعیم فی الحلیۃ)

چنانچہ شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: وتصدق کردہ شود از میت بعد دفین اوازعائم تاہفت روز۔ اور میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ میت کی روح کو چالیس دن تک اپنے گھر اور مقامات سے خاص تعلق رہتا ہے جو بعد میں نہیں رہتا چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی، روتے رہتے ہیں۔ (شرح الصدور، ص:۲۳)

اسی لیے بزرگان دین نے چالیسویں روز بھی ایصال ثواب کیا کہ اب چونکہ وہ خاص تعلق منقطع ہو جائے گا لہٰذا ہماری طرف سے روح کو کوئی ثواب پہنچ جائے تا کہ وہ خوش

ہو۔ اوران سب کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تیسرے، دسویں، چالیسویں دن اور چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا۔ (کذافی الانوار الساطعۃ۔ مجموعۃ الروایات حاشیۃ خزانۃ الروایات)

معلوم ہوا کہ یہ مروجہ تیجہ، ساتواں، چہلم اور گیارہویں وغیرہ دراصل ایصالِ ثواب کے نام ہیں اور یہ جائز ہیں، ان کو بدعت سیئہ یا لغویات وغیرہ کہنا گمراہی ہے۔

کھانا آگے کر کے کلام الٰہی پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ (ام سلیم) نے کھانا بطور تحفہ وہدیہ پکایا اور میرے ہاتھ حضور ﷺ کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اس موقع پر یہی جو کچھ ہے اسے قبول فرمالیں، وہ کھانا لے کر میں آپ کے پاس پہنچا اور والدہ کا سلام و پیام عرض کیا، آپ نے فرمایا اے انس اسے رکھ دے اور فلاں فلاں کو بلا! میں بلاتا گیا یہاں تک کہ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ لَیَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَآءَ . تو میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اس کھانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور جو چاہا پڑھا۔ بس پھر کیا تھا وہ کھانا اس قدر بابرکت ہو گیا کہ لوگ شکم سیر ہو گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا یہ جو باقی ہے اسے لے جا! میں نے جب اس بقیہ کھانے کو دیکھا تو اندازہ نہ کر سکا کہ جو میں لایا تھا وہ زیادہ تھا یا یہ زیادہ ہے۔

(صحیح بخاری، باب ہدیۃ للعروس ۔رقم الحدیث:۵۱۶۳)

دیکھیے اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کھانا آگے رکھ کر اس پر جو چاہا پڑھا اور اس میں بہت زیادہ برکت ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے بہت ستایا تو حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ لشکرِ اسلام سے بچا ہوا توشہ منگوا کر دعائے برکت فرمائیے! چنانچہ آپ نے دستر خوان بچھوا کر بچا ہوا کھانا منگوایا، صحابہ کرام میں سے کوئی مٹھی بھر کھجور کسی کے پاس بچا کچا تھا وہ لے آیا

اور دستر خوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ . تو اس پر حضور اکرم ﷺ نے دعا فرائی پھر آپ نے فرمایا اپنے توشے دان بھر لو۔ (صحیح مسلم باب من لقی اللہ بالایمان۔ رقم الحدیث: ۱۴۸)

چنانچہ ان چیزوں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام لشکر اسلام نے اپنے توشہ دان بھر لیے اور پیٹ بھر کھایا کھانا پھر بھی بچا رہا پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اس کا رسول ہوں۔

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا سامنے کھانا رکھ کر دعائے برکت فرمانا ثابت ہے، اگر چہ اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں مگر بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ حضور نے کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھا بھی ہے اور دعا بھی فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ کھانا آگے رکھ کر اس پر کلام پڑھنا اور دعا کرنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے لہٰذا جائز ہے۔ مسئلہ ایصال ثواب ہدیۂ ناظرین ہے امید ہے ناظرین حضرات ان دلائل حقہ کو بہ نظر غور دیکھنے کے بعد ایصال ثواب کی اہمیت کو سمجھیں گے، اور ان لوگوں کی تنگ نظری اور مبلغ علم کا بھی اندازہ لگا لیں گے جو فاتحہ خوانی کو لغویات یا بدعت سیئہ کہہ کر لوگوں کو اس سے روکتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

فاتحہ کا طریقہ

بہتر ہے کہ باوضو قبلہ مشرفہ کی طرف رخ کر کے دوزانو بیٹھیں اور سامنے وہ چیزیں رکھیں جن کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اگر وہ اشیا تھوڑی مقدار میں ہوں تو سب کو سامنے رکھ لیں اور اگر زیادہ مقدار میں ہوں تو ان میں سے کچھ مقدار نکال کر سامنے رکھ لیں اگر فاتحہ دینے والے کے علاوہ اور حضرات بھی موجود ہوں تو تلاوت کے وقت خاموشی اختیار کر لیں، بات چیت بالکل نہ کریں سب سے پہلے تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ مثلاً

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمَقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

اگر یہ درود شریف یاد نہ ہو تو وہ درود شریف پڑھ لیں جو یاد ہو پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھیں اس کے بعد سورہ کافرون پڑھیں۔

سورہ کافرون: قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ،لَآاَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآاَعْبُدُ ، وَلَآ اَنَاعَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآاَعْبُدُ ، لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ،

پھر تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں اور ہر مرتبہ اس کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھیں۔

سورہ اخلاص : قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ. اَللّٰہُ الصَّمَدُ . لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ . وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

پھر بسم اللہ شریف کے ساتھ ایک مرتبہ سورہ فلق پڑھیں۔

سورہ فلق : قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ . وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَاوَقَبَ . وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ . وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَاحَسَدَ .

پھر بسم اللہ شریف کے ساتھ ایک مرتبہ سورہ ناس پڑھیں۔

سورہ ناس : قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ . مَلِکِ النَّاسِ . اِلٰہِ النَّاسِ . مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ . الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ . مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ .

پھر بسم اللہ شریف کے ساتھ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں۔

سورہ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ . صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ . غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ .

سورۂ فاتحہ کے اختتام پر ایک مرتبہ آمین کہیں پھر بسم اللہ شریف کے ساتھ سورۂ بقرہ کی

ابتدائی پانچ آیتیں پڑھیں۔

سورہ بقرہ : الٓمٓ. ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ . الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ . اُولٰئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ .

پھر ایک مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل پانچ آیتیں پڑھیں۔

پانچ آیتیں :وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآاِلٰہَ اِلَّاھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ . اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ . وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ . مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا . اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

پھر فاتحہ پڑھنے والا تمام حاضرین وہی درود شریف پڑھیں جو پہلے لکھا گیا یا جو بھی درود یاد ہو وہ پڑھیں۔اس کے بعد سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ . وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ . وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . پڑھیں

اس فاتحہ خوانی کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگیں الٰہی جو کچھ پڑھا ہے اگر اس میں کوئی غلطی وہ گئی ہو تو اسے معاف فرما کر اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اپنی شان کریمی سے اس پڑھنے پر اور طعام یا شیرینی جس کا ایصال ثواب کے لیے اہتمام کیا ہے اس پر اجر و ثواب عطا فرما، ہم ان تمام چیزوں کا ثواب تیرے محبوب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالی میں پیش کرتے ہیں قبول فرما اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل تمام انبیا و مرسلین اور آل و ازواج مطہرین و جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام تابعین ، تبع تابعین ، ائمہ مجتہدین اور جملہ اولیائے کاملین کی خدمت میں ثواب پیش کرتے ہیں قبول فرما اور کل مؤمنین و مؤمنات کی ارواح کو ان کا ثواب پہنچا۔ خصوصاً فلاں (اپنے اس عزیز رشتہ دار یا بزرگ کا نام لیں جس کو ثواب

پہنچانا چاہتے ہیں) ان کو ثواب پہنچا۔ پھر اپنے لیے اور جملہ حاضرین کے لیے اور کل مسلمین کے لیے دعائے خیر کریں خصوصاً خاتمہ بالخیر کی دعا ضرور کریں کیونکہ آج کل اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نئے نئے فتنے اٹھ رہے ہیں دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیں۔

ضروری باتیں

ہمارے نزدیک ایصال ثواب کرنا نہ تو فرض ہے اور نہ واجب بلکہ مستحب ہے۔ اگر کوئی کرے گا تو ثواب پائے گا اور نہ کرنے کی صورت میں ثواب سے محروم رہے گا مگر گناہ گار نہ ہوگا۔

فاتحہ کا طریقہ مروجہ جو لکھا گیا یہ نہ فرض ہے اور نہ سنت لہٰذا اس پر قرآن و حدیث سے دلیل مانگنا نری جہالت یا تجاہل عارفانہ ہے کیونکہ ہم اسے ایک اچھا اور مستحسن طریقہ سمجھتے ہیں۔ البتہ وہ حضرات جو اسے حرام و ناجائز کہتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ اس کے عدم جواز پر دلیل پیش کریں۔

فاتحہ کا جو طریقہ لکھا گیا ہے اس سے مقصود خورد نوش (کھانے اور پینے) کی اشیاء اور کلام الٰہی دونوں کا ثواب پہنچانا ہے۔ اگر کوئی کھانے پینے کی حلال چیزوں کو جو حلال ذرائع سے حاصل کی گئی ہوں ان کو ایصال ثواب کے لیے خلوص نیت سے کھلا دے اور دل میں یہ نیت کرے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو یہ جائز ہے اسی طرح کلام الٰہی کے ختم شریف پر یہ نیت کرے کہ الٰہی اس کا ثواب فلاں کو پہنچا تو یہ بھی جائز ہے بلکہ کوئی شخص یہ سمجھے کہ بغیر اس طریقہ کے جو پہلے لکھا گیا ہے ثواب نہیں پہنچے گا تو وہ شریعت سے جاہل ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی اصلاح کرے۔

آل انڈیا تبلیغ سیرت کولکاتا مغربی بنگال کے

اغراض ومقاصد

بنگال کی سرزمین پر تحریک آل انڈیا تبلیغ سیرت تقریباً ۱۹۷۱ء سے مسلک اہل سنت وجماعت کے افکار ونظریات کے فروغ کے لیے رہنمائے اہل سنت امام التارکین سراج السالکین حضور مجاہد ملت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری ہاشمی علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت الحاج مدثر حسین حبیبی صاحب قبلہ کی سربراہی میں دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔

اغراض ومقاصد

- مسلمانوں میں مذہبی رجحان پیدا کرنا، انہیں فرائض وواجبات کی ترغیب دینا۔
- دلوں میں عشق واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار کرنا۔
- مسلمانوں کے مابین اتحاد واتفاق کی راہ ہموار کرنا۔
- اسکولوں میں پڑھنے والے چھوٹے بچوں نوجوانوں اور کاروبار سے جڑے ہوئے یا معذور ہو چکے عمر رسیدہ لوگوں کے لیے دینی تعلیم کا نظم کرنا۔
- اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پیدا کی جارہی ہیں ان کا دلائل کی روشنی میں معقول جواب دینا۔
- عام فہم زبان میں عامۃ الناس کے لیے مذہبی کتابیں شائع کرنا۔
- جابجا دینی ومذہبی نشستیں کرنا۔
- قدرتی آفات یا فسادات کے سبب تباہ حال لوگوں کی امداد کرنا۔

بحمدہ تعالیٰ مذکورہ امور تین شعبہ جات

(۱)-شعبہ تعلیم (۲)-شعبہ تبلیغ (۳)-شعبہ نشرواشاعت۔ کے ذریعہ انجام دیئے جارہے ہیں۔

Published by

MADINATUL ULOOM INSTITUTE, TOPSIA

ALL INDIA TABLEEGH -E- SEERAT KOLKATA, WB

E-mail: tableegh.e.seerat@gmail.com Mob. 9830367155